

ایک مادوالڑی صاحب نے فرمایا۔ اُپکو سو ہے۔

ایک مولوی صاحب بولے۔ کوئی اشتہاری ملزم ہے۔

حققت کو اپنا ہم خیال دیکھ کر پاہیوں کو اور بھی زور ہو گیا رہا کوئی بھی اب ان کے ساتھ چب چاپ چلے جانے ہیں اپنی خیریت نظر آئی۔ اس طرح سر جھکایا گوا اُسے اس کی بالکل پرواد نہیں ہے کہ اس پر لاثمی پڑھا ہے یا توار۔ اشاذ لیل وہ کبھی نہ ہوا تھا۔ جیل کا عذاب بھی شاید اتنا جان نہ کن نہ ہوتا۔

خوٹری دیریں نہ تانڈا گیا تماشا یوں کا ہجوم بہت کم ہو گیا تھا۔ رانے ایک بار پچھے کی طرف شرم گیر توقع سے دیکھا۔ دیجی دین کا پتہ نہ تھا رہا کے منز سے ایک بھی سی سانس نکل گئی۔

(۳۷)

پولیس اسٹیشن کے دفتر میں اس وقت بڑا میرز کے سامنے چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے ایک دروغ نہیں کرنے کے شوق میں جن کی بڑی بڑی آنکھوں میں ہمدردی کی جھلک تھی ان کی بغل میں ناگب دروغ نہیں یہ سکھنے بہت بھی مہیں کہہ زندہ دلی کے پتھے کی گہوں زنگ مصبوطاً اور عنا سب اعصار سر پکشیں تھے۔ مانقوں میں کڑے لیکن سکار سکار سے پر بیزرنہ کرنے تھے۔ میرز کی دوسرا طرف انپکٹ اور دیپی سپرینڈنٹ تھے۔ انپکٹ اور دیپی سافلہ مباراکہ کوٹری کی سی آنکھیں۔ پھرے رخارہ اور ہمنا قدر۔ دیپی سپرینڈنٹ لا بننا چھر بیدھ جوان تھا بہت بھی کم سخن اور ذہنی فہم۔ ڈیپی نے سکار کا ایک کش میں کہہ۔ یا سری گواہیوں سے کام ہیں چل سکے کا۔ ان میں سے کسی کو اپڑھو رہنا ہو گا اور کوئی آخر نہیں ہے۔

alternative approach

انپکٹر نے دروغ کی طرف دیکھ کر کہا۔ ہم لوگوں نے کوئی بات اٹھا تو ہیں رکھی اور ازروئے
حلف کہتا ہوں ہر قسم کا لایچ دے کر ہار گئے سبھوں نے ایسا گٹ کر رکھا ہے کہ کوئی ٹوٹتا
ہی نہیں۔ ہم نے باہر کے گواہوں کو بھی آزمایا مگر وہ سب کالوں پر بامکھ رکھتے ہیں۔
ڈیٹی مار و اڑی کو پھر آزمانا ہو گا، اس کو بلکہ خوب دھمکائیے شاید اس کا
کچھ دباؤ پڑے۔

انپکٹر ازروئے حلف کہتا ہوں آج صحی سے ہم لوگ یہی تدبیر کر رہے ہیں۔
بچا رہ بآپ لڑکے کے پیروں پر گڑپڑا۔ لیکن کسی طرح راضی نہیں ہوتا۔
کچھ دیر تک چاروں آدمی خاموش بیٹھ رہے۔ آخر ڈیٹی نے مایوسانہ انداز سے
کہا۔ مکرمہ نہیں چلنے لگتا۔ محنت کا بذنا کی ہوا۔

انپکٹر۔ ایک ہفتہ کی مہلت اور یہی۔ شاید کوئی گواہ نکلتا کئے۔
یہ فضیلہ کر کے دونوں آدمی وہاں سے روانہ ہو کے۔ نائب دار دروغ بھی ان کے
ساتھ ہی چلے گئے۔ دروغ جی نے حقہ منگرا یا کہ دفعتہ ایک مسلمان پاہی نے آگ کہا۔
حضور لا یئے کچھ انعام دلوایے۔ ایک ملزم کو شب پر گرفتار کیا ہے الہ آباد کارہنے
والا ہے رہانا تھا نام ہے پہنچنام اور مکونت غلط تبلائی تھی، دیسی دین لٹک جو نکر ڈبر
رہتا ہیں ہے اسی کے بیان کھڑا ہوا ہے ذرا ڈاٹ کرتبا یئے گا تو سب کچھ اگل دے
گا۔

دروغ دیسی دین وہی ہے ناجی کے دونوں لڑکے۔

پاہی رجی بہاں روپی ہے وہی۔

انتنے میں رہانا تھا بھی دروغ کے سامنے حاضر کیا گیا۔ دروغ نے اسے سر سے
پاؤں تک دیکھا رگو یادی میں اس کا حلیہ ملا رہے ہوں تب تیز نگاہوں سے دیکھ کر
جوئے۔ اچھا یہ الہ آباد کارہنا تھا ہے خوب ملے بھائی خوب ملے۔ جوہ نہیں سے

پرہیان کر رہے ہو رکیا صاف حلیہ ہے کہ انہا بھی بیجان نے۔ بیان کب سے آئے؟
کانٹبل نے رما کو صلاح دی۔ سارا حال پچ پچ بتا دو تو تمہارے ساتھ کوئی
سختی نہ کی جائے گی۔

برانے چڑھ کو بیٹاش بنا کر کہا۔ جناب اب تو آپ کے ہاتھ میں ہوں رعایت
کیجئے یا سختی کیجئے، ادا آباد کی میونپلی میں لازم تھا حماقت کیجئے یا بد نصیبی، چنگی کے
چار سور دپے تھر سے خرچ ہو گئے۔ میں وقت پر دپے جمع نہ کر سکا، شرم کے مارے
گھروں سے بھی کچھ نہ کھہ سکا۔ ہیں تو اتنے روپے کا انتظام ہو جانا کچھ مشکل نہ تھا۔
جب کچھ میں نہ چلا تو دہاں سے بھاگ کر بیان چلا آیا، اس میں ایک حرف بھی عالمی نہیں
ہے۔

دروغ نے چڑھے کو متین بنا کر کہا۔ معاملہ کچھ نہیں ہے کچھ جوا تکمیلتے تھے یا بیوی
کے زیر بنائے تھے۔

ربا الہی کچھ جواب نہ دینے پا یا تھا کہ دیج دیج کر کھڑا ہو گیا۔

دروغ نے تند ہجھ میں پوچھا۔ کیا کام ہے بیان؟

دیجی، جو روکو سلام کرنے چلا آیا، ان بیچارے پر حکم کی نگاہ رکھنے کا، بیچارے بڑے
ہیدھے آدمی ہیں۔

دروغ، بچا سرکاری ملزم کو گھر میں چھپاتے ہو، اس پر شفارش کرنے آئے ہو۔
دیجی، میں کیا سفارش کرو نگاہ جو روکوڑی کا آدمی ہوں۔

دروغ، جانتا ہے ان پردار نظر ہے سرکاری روپے غبن کر گئے ہیں۔

دیجی، جو روکوڑی چوک آدمی ہی سے تو ہوتی ہے جوانی کی عمر ہے ہی، خرچ ہو گئے
ہوں گے۔

یہ کہتے ہوئے اس نے پانچ گنجیاں نکال کر نیز پر کو دیں۔

دروغ نے تڑپ کر کھا رہی کیا ہے۔

دیبی۔ پھر نہیں۔ جھور کو بیان کھانے کو۔

دروغ درشت دنیا چاہتا ہے کہ تو پچاسی الزام میں بھیروں۔

دیبی۔ بھیج دیجئے۔ مگر وائی نگزدی کفن کی پیکر سے بھرٹ جائے گی۔ وہیں بھیا ہوا

آپ کو دعا دنگا۔

دروغ۔ اگر اپنی چھپڑا ناہے تو پچاس گنجائی لا کر سامنے رکھو۔ جانتے ہو ان کی
گرفتاری پر پانچ سور دپے کا انعام ہے۔

دیبی۔ آپ کے لئے اتنا انعام کیا ہے، یہ بے چارے پر دیبی آدمی ہیں جب
تک جنیں گے آپ کو یاد کریں گے۔

دروغ۔ بک بک مت کر دیاں دھرم کمانے نہیں آئے ہیں۔

دیبی۔ بہت تنگ ہوں جھور۔ دوری دکان قونام کی ہے۔

کاشٹبل۔ بڑھیا سے مانگ جائے۔

دیبی۔ کمانے والا تو میں بھی ہوں۔ لڑاؤں کا حال جانتے بھی ہو۔ پیٹ کاٹ کر

پھر دپے جمع کر کھئے سو ابھی ساتوں دھام کئے چلا آتا ہوں۔

دروغ تو اپنی گنجائی الٹھائے۔ لے سے باہر نکال دو جی۔

دیبی۔ آپ کا حکم ہے تو یہی جاتا ہوں۔ دھکے کیوں دلوائیں گا۔

دروغ۔ کاشٹبل سے اپنی حرامت میں رکھو منشی سے کہو ان کا بیان لکھ

لیں۔

دساناکھ نے دیبی دین کے چھپرے پر اتنی حسرت ناک مخدوری کھی نہ دیکھی تھی جیسے

کوئی چڑیا اپنے گھوٹے میں بلی کو گھستے دیکھ کر بے قرار ہو گئی ہو، وہ ایک لمحہ تھا نے کے

دروازے پر کھڑا اپنا پھر تھی پھرا اور پاہی سے پھر کہہ کر لپکا ہوا سڑک تک چلا گیا۔

مگر ایک بھی کھنڈ میں پھر دنا اور دروغ نے سے بولا۔ حجرہ دو گھنٹے کی مہلت نہ دیجئے گا۔
رمائیجی تک وہیں کھڑا تھا اس کی یہ حالت دیکھ کر دیکھار بولا۔ دادا اب تم جیران نہ
ہو میری تقدیر میں جوچھے لکھا ہے وہ ہونے دو۔ میرے باپ بھی ہوتے تو اس سے زیادہ
اور کیا کرتے۔ میں مرتے دم تک تہارا احسان نافذ گا۔

دیبی دین نے آنکھیں پوچھتے ہوئے کہا، کیسی بات کرتے ہو ہیں؟ جب روپوں پر
آنکھی تو دیبی دین پیچھے رہنے والا نہیں ہے۔ اتنے روپے تو ایک دن کے جوئے میں ہار گیا
ہوں، ابھی کھر بیچ دوں تو دس بہزار کی مالیت ہے کیا میر پلا دکٹے جاؤں گا دروغ نہ
سے، ابھی نہیں جو اسست میں بھیجئے میں روپے کی فکر کر کے تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔
دیبی دین چلا گیا تو دروغ نے ہمدردانہ بھجیں ہما سہے تو خراست مگر ڈرانیک تم
نے اسے کونی جڑی نگھا دی۔

رمائیز بیوی پر سہی کو رحم آتا ہے۔

دو غصے مسکا کر کہا۔ پولیس کو چھوڑ کر اتنا اور ہنسئے مجھے تو قین نہیں پچا اس
گتیاں لائے۔

رماء اگر لائے بھی تو میں آتا بڑا تادا ان نہیں دلنا چاہتا۔ آپ مجھے شوق سے
خراست میں سے لیں۔

دروغ بھجے پانچسو کی جگہ سارے چھ سو مل رہے ہیں تو کیوں چھوڑ دوں، تہاری
گرفتاری کا انعام میرے کی دوسرے بھائی کوں جائے تو کیا بڑا فی ہے،
یکا یک داروغہ کو جیسے کوئی بھوئی ہوئی بات یاد آنکی۔ میرے کی دراز سے ایک مسل
نکالی۔ اس کے درق اور ادھر اُن طے رتب شفقت آہی بھجیں جائے، دُگری کوئی ایسی
ترکیب بن لادوں کہ دیبی دین کے روپے بھی پیچ جائیں اور تہارے اُوپر کوئی حرف بھی نہ
کئے تو کیا؟

رما کو یقین نہ آیا، بولا دکیا ایسی بھی کوئی ترکیب ہے؟
درود خدا جی سائیکی کے سوکھیں ہیں، آپ کو صرف ایک مقدمہ میں شہادت دینی
پڑے گی۔

ربار جھوٹی شہادت ہو گی۔

درود خدا نہیں بالکل سمجھی۔ بس یہی سمجھو تو کہ آدمی بن جاؤ گے۔ میونپلیٹی کے بچے سے تو
میوٹ ہی جاؤ گے۔ شاید سرکار پر درشن بھی کرے۔ بولا۔ اگر جالان ہو لگا تو پانچ سال سے
کم سزا نہ ہو گی، مگر اس وقت دیبی دین نہیں بجا بھی لے تو بکے کی ماں کب تک خیر نہ کے
گی۔ مگر میں بھپور نہیں کرتا تم اپنا فرع نقصان خود سمجھ نہ کتے ہو۔

درود خدا نے ڈیکھتی کی داتاں کہہ ساہی، رہا ایسے کمی مقدارے اخبار دن میں
پڑھ پکھا بدگمان ہر کر بولا۔ تو مجھے مخبر نہیں پڑے گا اور یہ کہنا پڑے گا کہ میں بھی ان ڈیکھتیوں
میں شریک نہایہ تو جھوٹی شہادت ہے۔

درود خدا، معاملہ بالکل سچا ہے۔ کبی بے گناہ کی جان خطرہ میں نہ تکے گی۔ وہی لوگ
سزا پائیں گے جو سزا کے متھی ہیں۔ رب جھوٹ کہاں رہا۔ ڈاکوؤں کے خوف سے ہیاں کے لوگ
شہادت دیشے سے گریز کرتے ہیں، بس اور کوئی بات ایسی نہیں ہے سوچ لیجئے شام تک
جواب دیجئے گا۔ یہ مانا ہوں کہ آپ کو کچھ جھوٹ بونا پڑے گا، میکن نتاںج کے اعتقاد
حقیقت ہیں۔

وہاکے دل میں یہ بات بیکھر کی۔ اگر ایک بار جھوٹ بول کروہ اپنی بچپنی حافظتوں
کی تلافی کر سکے تو پوچھنا ہی کیا۔ اس میں بہت اگ پیچہ کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ
جاننا تھا کہ پولیس اصل وقت غرض مند ہے اور وہ میری کوئی واحب شرط نا منتظر نہ
کرے گی۔ اس انداز سے بولا۔ کویا اس کا ذل حق دباطل کے نہ سیں پڑا ہوا ہے مجھے
یہی خوف ہے کہ کہیں میری شہادت سے بے گناہ پہنس جائیں۔

دروند راس کا میں آپ کو لیکن دلنا ہوں۔

رماء اور اگر میونسلٹی میری گردن ناپے تو میں کسے پکار دوں گا۔

دروند مجاہد ہے۔ میونسلٹی چوں کر سکے۔ فوجداری کے مقدمہ میں مدحی تو سرکار ہو گئی
سرکار کی جانب سے آپ کو تحریری معافی نامہ دے دیا جائے گا۔ اب اتنا سمجھ لیجئے کہ اگر
آپ کی شہادت اچھی ہوئی اور فرقہ شافی کے جرموں کے جال سے آپ نکل گئے تو آپ
پارس پہنچا ہیں گے۔

دروند نے اسی وقت موڑ منگوائی اور رما کو ساتھ لے کر ڈپٹی صاحب سے ملنے
چل دیئے۔ اتنی اہم کارگزاری دکھانے میں تا خیر کیوں کرتے۔ ڈپٹی صاحب سے تخلی
میں خوب ذیث اڑائی۔ اس آدمی کی صورت دیکھتے ہیں بھائیں گیا کہ مذکور رہے فوراً
گرفتار کیا۔ تجربہ کاروں کی نگاہ کہیں چوک سکتی ہے حضور مجرم کی انکھیں پھیانتا ہوں۔
اللہ آباد میونسلٹی کے روپے غنی کو کسے بھاگا ہے اس معاملہ میں شہادت دینے پر
آنادہ ہے۔ کادی پڑھا لکھا صورت کا شریف اور ذہین ہے۔

ڈپٹی نے منتہی انداز سے کہا۔ ماں آدمی ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔

دروند۔ مگر معافی نام لئے بغیر اسے اعتبار نہ آئے گا۔ کہیں اسے یہ شبہ ہوا کہ

ہم لوگ اس کے ساتھ کوئی چال چل رہے ہیں تو صاف نکل جائے گا۔

ڈپٹی، یہ تو ہو گا ہی۔ مگر منہٹ سے اس بارے میں بات چیت کرنا ہو گا۔ آپ
فون طاکر اللہ آباد سے پڑھئے کہ اس آدمی پر کیا مقدمہ ہے۔

دروند نے ٹیلی فون ڈائرکٹری دیکھی۔ نمبر طایا اور بات چیت شروع ہوئی۔

ڈپٹی رکیا بولا۔

دروند۔ کہتا ہے بیان اس نام کے کسی آدمی پر مقدمہ ہنسی ہے۔

ڈپٹی۔ یہ کیا بات ہے مجاہد۔ کچھ سمجھ میں ہنسیں آتا۔ اس نے نام تو ہنسی بدلتا دیا۔

دروغ۔ کہتا ہے میونپلی سرکی نے روپے بغرنہنیں کئے۔ اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں ہے۔

ڈپٹی۔ یہ تو برا تجھ کا بات ہے۔ آدمی بولتا ہے روپے کے کہاگا ہے، میونپلی بولتا ہے کوئی اور روپے بغرنہنیں کیا، یہ آدمی پاگل تو نہیں ہے۔

دروغ۔ کچھ سمجھ می نہیں آتا۔ اگر دبی تھارے اوپر کوئی ازالام نہیں تو یہ راس کی گرد بھی نہیں ملتی۔

ڈپٹی۔ اچا میونپلی کے دفتر سے پوچھئے۔
دروغ۔ نہیں پھر غیر مطابق اسوال و جواب ہونے لگے۔
دروغ۔ آپ کے بیان رمانا تھوڑی کلک تھا۔

جواب۔ جی ہاں تھا۔

دروغ۔ وہ کھروپے بغرنہنیں کے کہاگا ہے۔
جواب۔ نہیں وہ گھر سے نکل گیا ہے لیکن بغرنہنیں کیا وہ آپ کے بیان ہے
دروغ۔ جی ہاں۔ ہم نے اُسے گرفتار کیا ہے، وہ خود کہتا ہے روپے اس نے بغرنہنیں کئے۔ بات کیا ہے؟

جواب۔ آپ تواں بھکڑا ہیں، ذرا دماغ نہایتے۔
دروغ۔ بیان تو خعل کام نہیں کرتی۔

جواب۔ بیان کیا کہیں لبھی کام نہیں کرتی، صرف شہزادیں گھٹنا جانتی ہے، سنتے رمانا تھے نے میزان لکھنے میں غسلی کی تھی درکر بھاگا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ تھوڑی میں مطلق کی نہ تھی آئی سمجھ می بات۔

ڈپٹی۔ اب کیا کرنا ہوگا کہاں صاحب چڑھا تھے سے گیا۔
دروغ۔ نکل کیسے گیا حضور رمانا تھوڑے سے یہ بات کہی ہی کیوں جائے۔ اسے کی

آدمی سے ملنے ہی کیوں دیا جائے جو اسے یہ خبر دے سکے۔ گھروالے مزور اس سے ملنے آئیں گے، کہی سے ملنے نہ دیا جائے۔ تجربہ میں کوئی بات نہ لائی جانے۔ صرف زبانی اٹھیاں دلایا جائے۔

ادھر تو یہ مشورے ہو رہی تھی ادھر دی ہی دین ایک گھنٹہ میں لوٹ کر ٹھانے آیا۔
کاشٹبل نے کہا کہ درود غدھجی تو صاحب کے پاس گئے۔
دیبی دین نے گھبرا کر کہا۔ تو بھیا کو حراست میں ڈال دیا۔
کاشٹبل۔ نہیں۔ انہیں بھی ساتھ نہیں گئے۔

دیبی دین نے سر پیٹ کر کہا۔ پولیس والوں کی بات کا کوئی بہر و سنبھلیں۔ کہہ گیا کہ ایک،
گھنٹہ میں روپے لے کر آتا ہوں۔ مگر اتنا بھی صبر نہ ہوا۔ سرکار سے پاچ بخوبی میں گے تو چھ سو
دینے کو تیار ہوں۔ اب اوپر ہی اوپر انہیں پر اگ راج پیغمبر میں گئے۔ میں دیکھ بھی نہ سکوں گا
بڑھیا درود کو رج جائے گی۔ یہ کہتا ہوا دی ہی دین و پیں زمین پر بیٹھ گیا۔
کاشٹبل نے پوچھا۔ تو بھیا کہ بتک بیٹھے رہو گے۔

دیبی دین بے خوفی سے بولا۔ اب تو درود غدھجی سے دو دو باتیں ہی کر کے جاؤ نگا
چاہیے جیل ہی جانا پڑے۔ مگر ٹپکاروں کا جو درجہ طرح ٹپکاروں کا، ان کے بھی تو
باں بچے ہیں، کیا جگوان سے باکھل ہیں۔ درستے رہم نے بھیا کو جاتی بار دیکھا تھا بہت
رجبیدہ ملتے۔

کاشٹبل۔ رجبیدہ تو نہیں تھے خاصی طرح ہنس رہے تھے۔ خاصی طرح دونوں
صاحب موڑ میں بیٹھ کر گئے ہیں۔

دیبی دین کو لیقین نہ آیا۔ بولا۔ ہنس کیا رہے ہوئے بچارے منہ چاہے ہیں
لیکن دل سے تور دتے ہی ہوئے۔

دیبی دین کو بیہاں بیٹھیے ایک گھنٹہ بھی نہ ہوا ہو گا کہ یکاکی جگو آ کر کھڑی ہوئی

دیجی دین کو دروازہ پر بیٹھے ہوئے دیکھو کر جوی۔ تمہارا بیٹھے کیا کرتے ہو۔ بھتیا کہاں ہیں؟
دیجی دین نے شکستہ دل ہو کر کہا۔ لے گئے صاحب کے پاس نہ جانے بھیٹ ہوتی ہے
ہے کہ اوپر پی اور پر پاگ راج بھیج دے جاتے ہیں۔
جگو، دروغہ جی تو بڑے وہ ہیں کہاں تو کہا۔ اتنا لیں گے اتنا لیں گے کہاں لے
کر چل دیسے ۔

دیجی، اسی لئے تو بھیسا سوں۔

جگو، مہاں پٹکارنا ضرور جو اپنی بات کا نہیں وہ اپنے باپ کا کیا ہو گا، میں گھری
کہوں گی میرا کیا کر لیں گے۔
دیجی، دکان پر کون ہے۔

جگو، بند کر آئی ہوں۔ الجھی بیچارے نے کچھ کھایا جی نہیں، سوریے سے ویسے
ہی ہے چوپٹے میں جائے وہ تاشہ، اسی لئے مکھٹ یعنی قوجاتے تھے نہ گھر سے نکلتے تو کہے
کوئی بلا صریقی۔

دیجی، جو ادھر سے پر اگ بھورتا تو۔
جگو، وجھی تو آؤے کی جیل کر دیجھا آئیں گے۔
دیجی۔ داکھوں میں آنسو بھر کر) سزا ہو جائے کی ۔

جگو، روپے جمع کر دیں گے تو کام ہے کو سجا ہو گی۔ سرکار اپنے روپے ہی تو دیں گی۔
دیجی، اسے پٹکی ایسا نہیں ہوتا، چوراں لٹوٹادے تو وہ پتوڑ تھوڑے ہی دیا
جائے گا۔

جگو نے صورت حال کا احساس کر کے کہا، دروگا جی ۔ ۔ ۔
دروغہ جی کی موڑ سے آپنی، انپکٹر صاحب بھی نکتے رہا ان دونوں کو دیکھتے
ہی موڑ سے اُتر کر آیا اور خوش ہو کر بولا۔ تمہارا دیر سے بیٹھے ہو کیا دادا، اُو کرے

بیں چلو۔ تم کب آئیں اماں!

درود غذے نے مذاقاً پوچھا کہ ہو چوہدھری لائے روپے؟

دیبی۔ جب کہہ گیا کہ میں اکھی ٹھوڑی دیر میں آتا ہوں تو آپ کو میری راہ دیکھنی چاہتے

تھیں چلئے پہنے روپے لیجئے۔

درود غذے، مکھوڑ کرنکارے ہونگے۔

دیبی آپ کے اقبال سے ہزار پانچواں بھجا ہی نکل سکتے ہیں چلو بھیا! ڈھنیا کب
سے کھڑی ہے میں روپے چکا کر آنا ہوں۔

درود غذے تو بھائی اپنے روپے لے جاؤ کہی ہانڈھی میں رکھو در۔ افروں نے اہنیں

چھوڑنے سے انکار کیا میرے بیس کی بات نہیں۔

ان پکڑ تھا خوب تو پہنچے ہی دفتر میں پہنچ کر تھے۔ یہ تینوں آدمی باتیں کرتے اس

کے بغل والے کمرے میں گئے۔

دیبی۔ درود غذے! مردوں کی بہت ایک ہوتی ہے میں تو بھی جاننا ہوں میں روپے

آپ کے حکم سے لایا ہوں۔ آپ کو اپنا قول پورا کرنا پڑے گا، کہہ کر مکر جانا پنجوں کا
کام ہے۔

اتنسے گت خانہ الفاظ میں کو درود غذے کو بنتا جانا چاہیے تھا لیکن انہوں نے ذرا اہلی
برانہ مانا۔ ہنسنے ہوئے بولے۔ بھائی! اب چاہے کہیں کہو چاہے دغا باز کہو۔ مگر اب اہنیں

چھوڑنہیں سکتے۔ ایسے شکار روز ہیں لا کر تھے۔ قول کے پیچھے اپنی ترقی ہیں چھوڑ سکتا۔

درود غذے کے ہنسنے پر دیبی دین اور بھی تیز ہوا۔ تو آپ نے کہا کس منہ سے تھا۔

درود غذے۔ کہا تو اسی منہ سے تھا لیکن منہ ہمیشہ کیساں تو نہیں رہتا۔ اسی منہ سے

گالی دیتا ہوں۔ اسی منہ سے اس کی تعریف کرتا ہوں۔

دیبی۔ (شک کر) یہ موچھیں مڑوا ڈالئے۔

درودغ، مجھے بڑی خوشی سے منتظر ہے، بینت تو میری اپنے ہی تھی۔ لیکن شرم کے
مارے نہ مڑا تو آتا تھا۔ اب تم نے دل مصبوط کر دیا۔

دیجی۔ سنبھیتے مت درودغ تھی۔ آپ سنتے ہیں اور میرا خون جلا جاتا ہے، چاہے جیل
ہی کیوں نہ ہو جائے لیکن میں کپتان صاحب سے مزور کہہ دوں گا۔ ہر ہوں تو ٹھکے کا آدمی
لیکن آپ کے اقبال سے ٹھسے ٹھسے افزوں تک پہنچ جائے۔

درودغ۔ اے یار تو کیا پچ پچ کپتان صاحب سے میری شکایت کر دے گے؟
دیجی دین نے سمجھا کہ دمکی کارگر ہوتی، اکٹر کر بولا۔ آپ جب کسی کی نہیں سنتے۔
بات کہہ کر نکر جاتے ہیں دوسرا سے بھی اپنی سی کریں گے ہی۔ میم صاحب تو روز ہی دکان
پر آتی ہیں۔

درودغ۔ کون دیجی۔ اگر تم نے صاحب یا میم صاحب سے میری شکایت کی تو
تم کہا کر کہتا ہوں گھر کھدو اکر پہنیک دوں گا۔

دیجی۔ جس دن میرا مگر تکدیے گا اس دن یہ پگڑی اور چپڑوں بھی نہ رہے گی
جو۔

درودغ۔ اچھا تو مار دا تھ پر ہا تھر ہماری تھماری دو دو چوٹیں ہو جائیں۔

دیجی۔ پکھاوگے سر کار کہے دیتا ہوں پکھاوگے۔

راماب نسبت نہ کر سکا دا بتاب تک وہ دیجی دین کی بدرازی کا تماشہ دیکھنے کے
لئے بیسی بلی بنا کھڑا تھا قیچیہ مار کر بولا۔ دادا درودغ تھیں چڑھر ہے ہیں، ہم لوگوں
میں ایسی صلاح ہو گئی ہے کہ یہ بیغیر کچھ لئے دیئے ہی رہا ہو جاؤ نکا۔ اس کے علاوہ
مجھے کوئی جگہ بھی مل جائے گی۔ صاحب نے بیکا وعدہ کیا ہے مجھے اب یہیں رہنا
ہو گا۔

دیجی دین اس کا کچھ مطلب نہ سمجھ سکا، بولا۔ کبی بات۔ بھیا کیا کہتے ہو، کیا پوسی

دلوں کے پچکے میں آگئے۔ اس میں کوئی نہ کوئی چالی ضرور جیھی ہو گی۔

دلنے اطمینان کے ساتھ کہا اور کوئی بات نہیں مجھے ایک مقدمہ میں شہادت دینی

پڑے گے۔

دیبی دین نے بدگنا فی سے سر ٹلا کر کہا جھوٹا مقدمہ ہو گا۔

رام نہیں دادا۔ بالکل سچا معاہدہ ہے میں نے پہلے ہی پوچھ لیا ہے۔

دیبی دین کو اطمینان نہ ہوا۔ بولا میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہیں، ذرا سوچ سمجھ کر بات کرنا اگر میرے روپوں سے ڈرتے ہو تو یہی سمجھ لو کہ اگر دیبی دین نے روپوں کی پرواہ کی ہوتی تو اچ لکھ پتی ہوتا۔ اسیں ہاتھوں سے صوسور دپے کمل کے ہیں۔ اور سب اڑا دیتے ہیں۔ کس مقدمہ میں شہادت دینی ہے کچھ معلوم ہوا۔

درودنچی نے رہا کو چواب دیتے کا موقع نہ دے کر کہ دیبی ڈیکھی والا معاہدہ ہے جسی میں کمی غریب آدمیوں کی جان کی تھی۔ ان ڈاکوؤں نے صوبہ بھر میں ٹھنگا مہ مچار کھا تھا۔ ان کے خوف کے مارے کوئی آدمی کو گاہی دینے پر راضی نہیں ہوتا۔

دیبی دین نے بے رُخی کے ساتھ کہا۔ اچھا تو یہ مخبر بن گئے یہ بات ہے۔ اس میں تجو پوئیں سکھائے گئے وہی مہیں کہنا پڑے گا۔ میں چھوٹی سمجھ کا آدمی ہوں۔ ان باطن کا مطلب کیا جاؤ۔ میکن مجھ سے کوئی مخبر نہیں کوئی تونہ بتا۔ چاہے کوئی لاکھ روپے دیتا۔ باہر کے آدمی کو کیا معلوم کر کوں کسور دار اور کوئی بے کسور ہے۔ دو چار ٹھوپوں کے ساتھ دو چار بے کسور تو جزو ہی ہونگے۔

درودنچہ ہرگز نہیں رجتتے آدمی گرفتار کرنے کے میں سب پکے ڈاکویں۔

دیبی دین تو ایک ٹھنگے میں نام نہیں کیا معلوم۔

درودنچہ ہم لوگ بے گناہوں کو پہنسائیں گے ہی کیوں یہ تو سوچ!

دیبی دین سب بھلکتے ٹھیا ہوں درودنچی! اس سے تو یہی اچھا ہے کہ آپ انکا

چالان کر دیں، رسال دو سال کی سمجھا ہی تو ہو گی۔

رمل نے بزرگانہ انداز سے کہا۔ میں نے خوب سوچ لیا ہے دادا۔ پوری مسلسل دیکھوں ہے، اس میں کوئی بے گناہ نہیں ہے۔

دیجی دین نے دل شکستہ ہو کر کہا۔ ہو گا جھائی جان تو پیاری ہوتی ہے یہ کہہ کر وہ لوٹ پڑا۔ اپنے جذبات کو وہ اس سے زیادہ واضح طور پر ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ یکلائیک اس سے ایک بات یاد آگئی مرتکہ بلا۔ بھتیں کچھ روپے دیتا جاؤں بھیتا! رمل نے خفت کے سامنہ کہا۔ کیا حضورت ہے۔

درود خدا، آنحضرت سے انہیں یہیں رہنا پڑے گا۔

دیجی دین طنز کے انداز سے بلا۔ ہاں جھور۔ اتنا جانتا ہوں، ان کی دعوت ہو گئی۔ ہنگلہ رہنے کو ملتے گا لونکر ملیں گے مورٹلے گی۔ یہ سب جانتا ہوں کوئی باہر کا اُردی ان سے ملنے نہ پائے گا۔ نہ یہ کسی سے ملنے پائیں گے یہ سب دیکھ جکا ہوں۔ یہ کہتا ہوا دیجی دین تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا جل دیا۔ گویا بیباں اس کا دم گھٹ دھرا ہو درود ختنے اس سے پکارا۔ مگر اس نے پھر کر نہ دیکھا اس کے چہرے سے یا یوسی چھائی ہوئی تھی۔

جگونے پوچھا رہیا ہیں آرہے ہیں۔

دیجی دین نے سڑک کی طرف تملکتے ہوئے کہا۔ بھتیا اب ہنیں اویں کے جب اپنے ہی اپنے نہ ہو گے تو بھتیا فربنگاٹے ہی ہیں۔

دو فوٹ اس طرح اُس مگر کی طرف چلے۔ گویا کسی عزیز کی لاش جلا کر لوٹ رہے ہوں۔

(۳۵)

روشنے میں کتنا سکون ہے کتنی تقویت، کتنا روحانی سر درہ ہے جو تنہائی میں ٹھیک کر

کھنگی کی یاد میں وکسی کے فراق میں یا کسی درد سے مبتا ب پوک سریک سریک کہنے رہا۔
وہ زندگی کی ایک الی لمحت سے محروم ہے جس پر صد ہائسر میں نثار ہی، اس بیٹھے درد
کا لطف انہیں سے پوچھو، چھینیں یہ مبارک موقع ملتے ہیں، ہنسی کے بعد دل پر شردہ ہو جاتا
ہے گویا ہم تھک گئے ہوں مفہوم ہو گئے ہوں۔ روشنے کے بعد ایک نئی فردت، ایک تازہ
شگفتگی، ایک شروع افراد تکین کا احساس ہوتا ہے جمالپا کے پاس اخبار کے فرستے سے
خط پہنچا، تو اسے پڑھ کر وہ روپڑی، ایک ہاتھ میں خط لئے اور دوسرا میں چھوٹ پکڑے
وہ خوب روئی رکیا سوچ کر روئی۔ یہ کون کہہ سکتا ہے شاید اس غیر متوقع کا میا بی نے نہ تر
کی اس کھرا فی تک پہنچا دیا۔ جہاں پانی ہے یا اس بلندی تک جہاں برف ہے آج
چھ مہینے کے بعد اسے پڑھ دے جانفرزا ملا۔ اتنے دنوں وہ دعا شوار امید اور بے رحم
مالیوں کا مکمل نابھاری ہے آہ کستی بار اس کے دل میں شورش ہوئی کہ زندگی کا خاتمه
کر دے۔ اس تاریکی میں اسے امید کی روشنی صاف نظر آری ہتھی۔ اس نے سوچا وہ کتنے
بے درد ہیں، چھ مہینے سے وہاں بیٹھے ہیں۔ ایک خط بھی نہ لکھا۔ آخر یہ تو سوچ لیا ہو گا
کہ بہت رو رو کر مرجاۓ گی، انہوں نے میری پروادہ ہنی کب کی۔ دس بیس روپے تو
آدمی یادوں میں خرچ کر دیا ہے ریمحبت انہیں ہے محبت دل کی چیز ہے روپے
کی ہیں۔

جب تک دلماکا پھر پتہ نہ تھا، جمالپا سارا الزام اپنے سر کھتی رہی، لیکن آج اس کا
سرماڑھ یا نئے ہی یکا یک اس کا دل اس کی طرف سے سخت ہو گیا۔ طرح طرح کے شکوے پیدا
ہوئے لگے، وہاں کیا مسجد کو بیٹھے ہوئے ہیں اسی لئے وہ آزاد ہیں خود حنثا ہیں، کسی کا دیا
انہیں کھلتے۔ اس طرح اگر میں جیر کہے سنے کہیں چلی جاؤں تو قیامت آ جائے۔ شاید
تلوارے کو میری گردن پر سوار ہو جائے یا زندگی کھرمند یکھے۔
اتھے میں رسیش بالوںے دروازہ پر پکارا۔ گوپی، گوپی۔ ذرا ادھر آنا، منشی جو نے

اپنے کرے میں پڑے پڑے کراہ کر لہد کون ہے بھائی کمرے میں آ جاؤ۔ اسے آپ ہی ریش بابو
باقی میں تو مر کر جیا۔ بس یہی سمجھ لیجئے کہ نئی زندگی پانی کوئی امید نہ تھی۔ کوئی آگے ہے نہیں
دو لوٹے اور اسے ہیں مروی یا جیوں ان سے مطلب نہیں، ان کی ماں میری ہمارت سے
درست ہے، بچاری بہو نے میری جان بچائی۔ وہ نہ ہوتی تو اب تک چل بسا ہوتا۔
ریش بابو نے مخصوصی ہمدردی دکھاتے ہوئے کہا۔ آپ اتنے بیمار ہو گئے اور
مجھے جڑتک نہ دی۔ میرے بیان رہتے آپ کو اتنی تکلیف ہوئی۔ بہو نے ایک پر زدہ نہ
کہہ دیا، رخصت لینی پڑی ہو گئی۔

مشی جی۔ چھٹی کے لئے درخواست تو بھی دی تھی مگر صاحب میں نے ڈاکٹری منظکٹ
ہیں بھیجا رسولہ روپے کس کے گھر سے لاتا۔ آپ تو جانتے ہیں ہیں بغیر فہیں لئے ڈاکٹر
لوگ بات ہنس کرتے۔ یہ تو ڈاکٹروں کا حال ہے دیکھو رہے ہیں آدمی مر رہا ہے مگر
بغیر فہیں لئے قلم نہ اٹھائیں گے۔

ریش بابو نے فکر مذہن انجمن میں کہا۔ یہ تو آپ نے بُری خبر سنائی۔ اگر رخصت
مانظور ہوئی تو کیا کیجھی گا۔

مشی جی نے ماننا مٹونک کر کیا۔ ہو گا کیا گھر سپیور ہوں کا، صاحب پر جھس کے تو
صاف کہہ دو نکا سرجن نے چھپی ہنس دی۔ آخر سرکار نے اپنیں کس لئے تینات کیا ہے۔
محض کرسی کی زینت بڑھانے کے لئے۔ مجھے بڑھا سوت ہو جانا منظور ہے مگر سرٹنیکٹ
شونگا، دیکھنے نوڑے غائب ہیں آپ کے لئے بیان کیسے منگوائیں۔

ریش نے سکرا کر کہا، میرے لئے آپ تردد نہ کریں، میں آج بیان کھانے کا ہیں
سپیٹ بھر مٹھائی کھلنے آیا ہوں۔ رجالاپا کو بچار کریں بھوچی! انہارے لئے خوشخبری
لایا ہوں، مٹھائی منگواؤ۔

جالاپا نے بیان کی طشتی ان کے سامنے رکھ دی اور بولی۔ پہلے وہ خبر وہ سنائے

شاید آپ جس خبر کو نکی سمجھ رہے ہیں وہ پرانی ہو گئی ہو۔

ریشن، کہیں ہونے والوں کا پتہ چل گیا، کلکتہ میں ہیں۔

جالیا۔ سمجھے ہی معلوم ہو چکا۔

نشیجی حسیط کراٹھ بھی۔ ان کا بخار گو یا بھاگ کر استیاق کی اڑ میں چھپا۔

ریشن کا ہاتھ پکڑ کر بولے معلوم ہو گیا۔ کلکتہ ہی میں ہیں کوئی خط آیا تھا۔

ریشن، خط نہیں تھا ایک پولیس انکوگری تھی، یہ نے کہہ دیا ان پر کسی طرح

کا ازام نہیں ہے۔ مہین کیسے معلوم ہوا ہو جی۔

جالیا نے کل داتان کہہ نائی۔ اخبار کا خط بھی دکھایا، خط کے ساتھ روپیں

کی ایک رسید تھیں پر رما کے دستخط تھے۔

ریشن، دستخط تو رمانا تھا کہے با نکل صاف کسی طرح کا شہر نہیں ہو سکتا، یہیں

نہارا فائل ہو گیا ہو جی، داہ کیا حکمت نکالی ہے، ہم سب کے کان کٹ گئے۔ کسی کو

نہ سوچی، اب جو سوچتا ہوں تو دیکھتا ہوں کتنی آسان بات تھی، اب تو وہاں کسی کو

جانا چاہیے ہو حضرت کو پکڑ کر گھسیط لائے۔

بھی بات چیت ہو رہی تھی کہ رتن آپنی، جا لپا اُسے دیکھتے ہیں، وہاں سے

نکل آئی اور اس کے گلے سے پیٹ کر گئی۔ ہبھو کلکتہ سے خط آگیا وہیں ہیں۔

رتن، میرے سر کی قسم۔

جالیا، پیغ کہتی ہوں خط دیکھو نا۔

رتن، تو تم آج ہی چل جاؤ۔

جالیا، میں یہی تو میں بھی سوچتی ہوں تم چلو گی۔

رتن، چلنے کو تو میں تیار ہوں، لیکن اکیلا گھر کس پر تھوڑوں۔ سمجھے اس منی

بھوشن پر کچھ شبہ ہونے لگا ہے اس کی بیت اچھی نہیں معلوم ہوتی، بنیک میں بھی ہزار

روپے سے کم نہ تھے سب نے جانے کیا ان اڑا دیتے۔ لہذا ہے کریا کرم میں خرچ ہو گئے حباب
مانگتی ہوں تو انکھیں دکھنا ہے دفتر کی بکھی اپنے یاں رکھے ہوئے ہے مانگتی ہوں تو
ٹال باتا ہے، بجھے خوف ہے کہ میرے ساتھ کوئی گھر ہی جمال چل رہا ہے۔ ڈرتی ہوں
میں اور ہرجاؤں اور ہر سب کچھ نے دے کر جلتا ہے۔ بیٹھ کے گاہک اسے ہیں میں
بھی سوچتی ہوں دیبات میں جا کر اطمینان سے پڑی رہوں۔ میں نہ ہوں گی تو شاید وہ پے
بھی مجھے دیکھنے کو نہ میں گے۔ گوپی کوئے کر آج ہی چلی جاؤ، روپے کا استھام میں کر دو
گی۔

جالیا، گوپی ناگہ تو شاید نہ جاسکیں مراد اکی دوادار کے لئے بھی تو کوئی چاہیے۔
رتن روہ مچھر پھپٹر دو۔ میں روز سوریے آجاوں گی اور شام کو بھی ایک بار
دیکھ جایا کروں گی۔

جالیا، اور دن بھر ان کے ساتھ کون مجھا رہے گا۔
رتن۔ میں تھوڑی دیر مبھی بھی رہا کروں گی، مگر تم آج ہی جاؤ۔ بچارے پر وہاں
شجائے کیا گر رہی ہو گی۔ تو یہی طے رہی من۔
رتن غشی جی کے کمرے میں گئی تو ریش با بھٹرے ہو گئے اور بوئے، آئیے!
دی جی درما بالو کا پتہ توحیل گیا۔

رتن، اس میں آدمی کارگزاری میری ہے۔

ریش، آپ کی صلاح سے تو ہوا ہی ہو گا۔ اب انہیں بیان لانے کی فکر کرنی
ہے۔

رتن رسم کی سب سے اچھی صورت یہو ہے کہ جالیا جا کر انہیں پکڑ لادیں
گوپی کو ساتھ لے لیتی جائیں۔ آپ کو اس میں کوئی اعتراض تو نہیں ہے دادا جی!

غشی جی کو اعتراض تو نہ کار، ان کا لبس چلتا تو اس موقع پر دس پانچ آدمیوں کو

اور جمع کر لیتے، مگر معاملہ ایسا آپڑا انتہا کہ کچھ بول نسکتے۔

گوپی کلکتہ کی سیر کا ایسا اچھا موقع پا کر کیوں نہ خوش ہوتا۔ بشمہر دل میں ایمیٹ کرو رہ گیا۔ خدا نے اسے کم سن نہ بنا یا ہوتا تو اچ اس کی حق تلفی کیوں ہوتی۔ گوپی ایسے کہاں ٹسے ہو شیار ہیں۔ جہاں جلتے ہیں وہی کچھ نہ کچھ کو تھے ہیں، وہاں مجھ سے بڑے ہیں تدرست کے نظام نے اسے مجبور کر دیا۔

رات کو نوبتے جالیا چلنے کو تیار ہوئی۔ سام سُسر کے قدموں پر سر جھکا کر دعا ہائیں، بشمہر ناہتر درہ تھار اسے گلے لگایا پیار کیا اور موڑ پر بیٹھی۔ رتن اسٹیشن تک پہنچانے کے لئے آئی تھی، موڑ چل تو جالی تو بہت بڑا شہر ہو گا، وہاں پتہ کیسے چلے گا۔ رتن سپتے اخبار کے دفتر میں جانا وہاں سے پتہ چل جائیگا۔

جالیا، بشمہر دل میں کہاں؟

رتن، دھرم شاہ میں یا ہوٹل میں بشمہرنا۔ روپی کی حضورت پڑے تو مجھے تار دینا، باڑا آجائیں تو میری ناؤ پار لگ جائے۔ یہ منی بھوشن مجھے تباہ کر دے گا۔

جالیا، بہر ٹھیل میں بدھاش تو نہ آتے ہوں گے۔

رتن۔ کوئی ذرا بھی تھرارت کرے ٹھوک رانا۔ کچھ لچپنا مت نہ ٹھوک جا کر تب بات کرنا۔ دکھ سے ایک چھوڑی نکال کر اسے اپنے پاس رکھو، کمر میں چھپائے دکھنا جب کبھی باہر نکلئی ہوں تو اسے اپنے ساتھ رکھتی ہوں۔ اس سے دل بڑا مصبوط رہتا ہے جو مرد کسی عورت کو چھپتے ہے تو سمجھ لو دہ پرے سرے کا نامرد۔ کہیں اور او باش ہے، تمہاری چھوڑی کی چمک اور تمہارے تیرہ ہی دیکھو کہ اس کی روح فنا ہو جائے گی۔ سیدھا دم دبا کر جہاگے گا، لیکن اگر ایسا موقع آہی پڑے جب ملہی چھوڑی سے کام لینے پر مجبور ہو جانا پڑے تو ذرا مت جھوکنا اس کی ذرا فکر مت کرنا کہ کیا ہو گا کیا نہ ہو گا۔ جو کچھ ہونا ہو گا ہو جائے گا۔ اسٹیشن آگیا۔ قلبیوں نے اس باب اٹارا، گوپی ٹکڑت لا یا، جالیا پتھر کی مورتی کی طرح

پیٹ نام پر کھڑی رہی، گویا حواس مغلوب ہو گئے ہوں۔ کسی بڑی آزادی سے پہلے ہماری وہی
حالت ہو جاتی ہے جو انسان کی طوفان نہیں سے قبل ہوتی ہے رتن نے گوپی سے کہا۔ ہوشیار
رہنا۔

گوپی ادھر کئی ہمینوں سے ورزش کرتا تھا چلتا تو مودھے اور سینہ کو دیکھا کرتا۔
دیکھنے والوں کو تو وہ جیوں کا تیوں نظر آتا تھا۔ مگر اپنی نگاہ میں وہ کچھ اور ہو گیا تھا شاید
اُسے تعجب ہوتا تھا کہ اسے آتے دیکھو کر کیوں لوگ راستہ سے ہٹ لئیں جاتے یکوں
اس کے قد و قامت سے مروع ہیں ہو جاتے۔ اکٹھ کر بللا۔ کسی نے ذرا بھی چون چپڑی
تو بڑی توڑ دنگا۔

رتن مسکرائی۔ یہ تو مجھے معلوم ہے سومت جانا۔

گوپی۔ ملک تو چیکے گی نہیں۔ مجال ہے نیز آجائے۔

گاؤں کی آنکھی۔ گوپی نے ایک ڈبے میں گھس کر قبضہ جمالیا۔ جمالیا کی انکھوں میں
آنہوں بھر سے ہو گئے تھے بولی۔ ہن دعا دو کہ انہیں سے کوئی خیریت سے لوط آؤں۔

اس وقت اس کا کمزور دل کوئی سہارا ڈھونڈ دھر رہا تھا اور دعا کے سوا وہ
سہارا اور کہاں ملتا۔

اجنبی نے سیطی دی۔ دو نوں سہیلیاں لگے میں جمالیا کاڑی میں جا بیٹھی۔

رتن نے کہا۔ جلتے ہی خلط لمبیجننا۔

جمالیا نے سر بلہ دیا۔

اگر میری مزدورت معلوم ہو تو فرارِ خطا کہنا۔ میں سب کچھ چھوڑ کر جلی آؤں گی۔

جمالیا نے سر بلہ دیا۔

راتستے میں روز نامت!

جمالیا سہن پڑی۔ گاڑی چل دی۔